ملازمت، مائیں اور بچے

اخذ و تلخیص: مسلم سجاد

خواتین کام تو ہمیشہ سے کرتی رہی ہیں لیکن باقاعدہ ملازمت جس کی پابندیاں ہوں اور مقررہ اوقات میں گھر سے غیر حاضر رہنا پڑے، غالباً اس دور کا تحفہ ہے۔ مغربی معاشرے میں عورت کے جس مقام کو ہمارے معاشرے کی بعض خواتین رشک کی نظروں سے دیکھتی ہیں، اس کا ایک لازمی حصہ یہ ملازمت ہے۔ بلکہ یہ مقام اس ملازمت اور معاشی دوڑ میں شرکت کا مرہون منت ہی سمجھا جاتا ہے۔ مسلم معاشروں میں بھی آہستہ آہستہ اس رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خود پاکستان میں جو کچھ منظر ہے، وہ سامنے ہے۔ اس کا جواز، یا بعض حلقوں کے نزدیک عدم جواز، معاوضوں میں عدم مساوات، جائے ملازمت کے طرح طرح کے مسائل، آمد و رفت کی پریشانیاں، حجاب و ستر کی حدود کا لحاظ، گھریلو زندگی پر اثرات سب ہی جائزوں اور تحقیق کا موضوع ہیں کہ ان سے رویے بنتے ہیں اور پالیسیاں تشکیل پاتی ہیں لیکن اس وقت صرف ایک پہلو پیش نظر ہے اور وہ بچوں کے حوالے سے ہے۔

مغربی معاشرے میں ہر طرح کے حالات، تحقیق کے نتیجے میں دو اور دو چار کی طرح واضح ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے جہاں ہم اپنے ملک یا دوسرے اسلامی ممالک کے بارے میں بعض امور میں بالکل تاریکی میں ہوتے ہیں، مغربی معاشرہ کے وہ امور روز روشن کی طرح عیاں ہوتے ہیں۔ رسالہ Commentary (فروری ۹۶) میں Yale یونیورسٹی کے پروفیسر David Gelernte کا ایک مضمون Why Mother's Should Stay at Home شائع ہوا ہے جس میں ملازمت پیشہ ماؤں کے بچوں کے حوالے سے کچھ امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اگر ہمارے ملک کے تحقیقی ادارے اور جامعات بھی اس طرح کے تحقیقی منصوبوں پر کام کروائیں تو یقیناً مفید رہنمائی مل سکتی ہے۔

فاضل مضمون نگار کے مطابق:

امریکی بچوں کا بہت برا حال ہے۔ منشیات کا استعمال، خودکشی کی شرح میں اضافہ، تشدد کا بڑھتا

ہوا رواج' تعلیمی کارکردگی' ہر لحاظ سے ان کی ناکامی' اعداد و شمار سے ثابت ہے۔ صحت اور دوسرے ضروری اشاریے موجودہ نسل کی زندگی میں ہر سال نیچے ہی کی طرف گئے ہیں۔ اس صورت حال کے ایک سب سے بڑے سبب کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ امریکی والدین چند عشرے قبل اپنی اولاد کو فی ہفتہ ۳۰ گھنٹے دیتے تھے' اب صرف ۱۷ گھنٹے دیتے ہیں۔ بچوں کی تربیت میں کمی اچانک واقع نہیں ہوگئی بلکہ گزشتہ دو عشروں میں لیبر فورس میں ۲۴ سے ۳۰ سال کی شادی شدہ خواتین کا اوسط جو ۱۹۶۵ میں ۳۲ فی صد تھا' ۱۹۸۵ میں ۶۵ فی صد تک پہنچ گیا۔

کیا ان دو حقائق میں کوئی باہمی ربط ہو سکتا ہے؟ بیشتر تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ اگر مائیں اپنے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے کل وقت گھر پر رہیں تو مجموعی طور پر یہ بچوں کے لیے اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ انھیں دن کے دیکھ بھال کے مراکز پر چھوڑ جائیں۔ ایک کتاب Meaningful Difference کے مصنف Todd Risely اور Betty Hart کہتے ہیں کہ ایک بچے کا ذہنی نشوونما بنیادی طور پر اس پر منحصر ہے کہ پہلے تین چار برسوں میں اسے اپنے بڑوں سے کتنی توجہ ملی اور یہ حقیقت ہے کہ دیکھ بھال کے مرکز میں کل وقتی ماں جتنی توجہ نہیں دی جاتی۔ بچوں کے ماہر نفسیات Joy Belsky دیکھ بھال کے مراکز کے بڑے حامی تھے' اب کہتے ہیں کہ شواہد نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ مراکز بچوں کی شخصیت کے لیے الٹا نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں' عام سی بات ہے جو ہم سب جانتے ہیں کہ محبت کی خاطر بچوں کی دیکھ بھال کرنے والا' تنخواہ کے عوض کرنے والے سے' بہتر کرے گا۔ تعجب کی اصل بات یہ ہے کہ جو بات ہم سب وجدانی طور پر جانتے ہیں' کوئی اسے بلند آواز سے کہنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

موجودہ صورت کا جواز' خواتین کی آزادی اور ان کے لیے انصاف کے حوالے سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اگر مردوں کے کیریر اور گھریلو زندگی ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں تو عورت کے کیوں نہیں چل سکتے۔ تنخواہ دار ملازمت عورتوں کی نو دریافت آزادی کی اصل اساس ہے۔ عورتیں مردوں جتنی قابل ہیں' وہ ان کی طرح پوری تعلیم اس لیے تو نہیں حاصل کرتی ہیں کہ اپنے بچوں کے کپڑے دھویا کریں۔ لیکن اب اس دلیل نے اپنا وزن کھو دیا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو جدید دور کی ماؤں کو پرمسرت زندگی گزارنا چاہیے۔ چند یقیناً ملازمت کی جگہ پر گھر سے زیادہ خوشی محسوس کرتی ہیں' مگر زیادہ تر کو یہ احساس ستاتا رہتا ہے کہ جب ان کے بچے اسکول سے واپس آتے ہیں تو وہ گھر پر نہیں ہوتیں۔ ملازمت پیشہ ماؤں سے تفصیلی تبادلہ خیال کے بعد ایک تحقیق کار نے یہ ماحصل پیش کیا ہے کہ گھر اور ملازمت کی کشاکش پریشانی کا باعث ہوتی ہے اور جب شدید ہو جائے تو جرم کا احساس ان کے لیے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اس لیے اب خواتین کی ملازمت کے لیے استدلال آزادی وغیرہ کے

بجائے صرف رقم کا حصول رہ گیا ہے۔ دو تنخواہیں گھروں کی ضرورت بن گئی ہیں۔کوئی ظالم اور ناواقف ہی عورتوں کو الزام دے سکتا ہے کہ انھوں نے گھر کی ذمہ داریوں کو نظرانداز کر کے ' خود غرضی کا رویہ اختیار کرتے ہوئے ملازمت کی ہے۔

معاشی ضرورت کی دلیل بظاہر بہت وزنی محسوس ہوتی ہے ' لیکن بالکل بے بنیاد ہے۔ایک وقت تھا کہ ہم آج سے زیادہ غریب ہوتے تھے اور عورتیں گھروں پر رہتی تھیں۔یقیناً بہت سی مائیں اپنے اہل خاندان کو دو وقت کی روٹی فراہم کرنے کے لیے ملازمت پر مجبور ہوتی ہیں 'مگر امریکہ جیسے بے حد امیر ملک میں محض ناگزیر ضرورت اس بڑے پیمانے پر خواتین کی ملازمت کا سبب قرار نہیں دی جا سکتی ' جس نے معاشرے کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔

۱۹۶۵ کے مقابلے میں 'جب بہت کم مائیں ملازمت کرتی تھیں 'ہم بہت مال دار ہیں۔امریکی جتنے مال دار آج ہیں ' اپنی تاریخ میں کبھی نہ تھے۔ درحقیقت معاشی ضرورت کے استدلال کی بنیاد یہ نہیں ہے کہ امریکی خاندانوں کو زیادہ رقم کی ضرورت ہے 'بلکہ یہ ہے کہ اب وہ معیار زندگی کو بہتر کرنے کے لیے زیادہ رقم خرچ کر سکتے ہیں۔گزشتہ زمانے میں لوگ کم پر گزارا کر لیتے تھے۔لیکن آج ماؤں کی آمدنی اس لیے اہم ہے کہ اس سے وہ چیزیں خریدی جاتی ہیں جن کی ایک اہمیت یہ بھی ہوتی ہے کہ دوسرے یہ خرید چکے ہیں۔

وہ عورت جو آج اپنا وقت مثلاً کسی بنک میں کام کر کے گزارتی ہے ایک نسل قبل ' اپنے بچوں کی پرورش میں گزارتی 'لیکن زیادہ چھوٹے گھر میں رہتی 'اس کی اپنی کار نہ ہوتی 'اس نے دنیا کی سیاحت نہ کی ہوتی۔ آج بھی مالی قربانی سے قطع نظر موقعہ دیا جائے تو بیشتر عورتیں گھر پر رہنے کا انتخاب کریں گی۔ دراصل تبدیلی یہ واقع ہوگئی ہے کہ ماضی میں ماؤں سے گھر پر رہنے کی توقع کی جاتی تھی۔ آج ان سے کام اور ملازمت کی توقع کی جاتی ہے۔ آزادی نسواں کے حامی کہتے ہیں کہ ۱۹۳۵ میں خواتین معاشرہ کے دباؤ کی وجہ سے گھر پر رہتی تھیں۔اگر یہ دلیل جب درست تھی 'تو آج ملازمت پیشہ خواتین کے لیے بدرجہ اولیٰ درست ہے۔تقریباً پورا معاشرہ خواتین کی ملازمت کے حق میں ہے۔

یہ سب کچھ کیسے ہوا' ایک طویل کہانی ہے 'لیکن ہم یہ دیکھیں کہ اس سے سب سے زیادہ فائدہ کسے ہوا ہے؟ تحریک نسواں دوسرے مقاصد کے لیے بھی کام کر سکتی تھی۔کل وقتی ماں کے لیے عزت کا مقام حاصل کر سکتی تھی۔معاشرے کے لیے کل وقتی ماں کی اہمیت تسلیم کروا سکتی تھی۔ماضی میں کسی معاشرہ کو اتنی کثیر تعداد میں تعلیم یافتہ ماؤں سے فائدہ اٹھانے کے مواقع حاصل نہ تھے۔ہم انھیں ان کی مناسبت سے مرکزی مقام دیتے تو تہذیبی و معاشرتی احیا کی ایک تحریک برپا ہو جاتی 'مگر اس کے برعکس یہ نعرہ دیا گیا: عزت حاصل کرنا ہے تو ہر وہ کام کرو جو مرد کرتے ہیں!

یہ تبدیلی امریکہ میں آزادانہ جنسی تعلقات کے بہاؤ کا نتیجہ ہے جس نے معاشرتی بندھن کو توڑ دیا۔ اس سے مرد فطری طور پر بہت خوش ہوئے اور لطف اٹھانے والوں میں آگے آگے ہو گئے۔ خواتین کے لیے یہ پسندیدہ صورت حال نہ تھی۔ ڈیٹ پر عصمت دری کے خلاف مہم اس کا ثبوت ہے کہ جنس کے معاملے میں مساوی حقوق صرف دھوکہ اور فریب ہیں۔ یہ خیال تھا کہ شادی کے بغیر جنسی تعلقات میں رکاوٹ ' ایرپورٹ پر آنے والوں اور استقبال کرنے والوں کے درمیان وہ حد فاصل ہے جو گرانے سے خوشی خوشی ملاقاتیں ہوں گی لیکن معلوم ہوا کہ یہ تو چڑیا گھر کا جنگلہ تھا جس میں مرد بند تھے اور عورتوں کو تحفظ حاصل تھا۔ ماؤں کے گھر رہنے کا ضابطہ بھی اسی نوعیت کا ثابت ہوا ہے۔ شاید چند پابندیاں محسوس کرتی ہوں ' بیشتر کو تو تحفظ حاصل تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ بہت سی مائیں دولت ' اختیارات یا اسٹیٹس کے مقابلے میں اپنے بچوں کے مفادات کو زیادہ اہمیت دیتی ہیں۔ بہت سے سروے اور جائزے یہ ثابت کرتے ہیں کہ مائیں بچوں سے ' جو تعلق محسوس کرتی ہیں ' مرد نہیں کرتے۔ ماضی میں معاشرے کا شوہروں پر دباؤ ہوتا تھا کہ وہ اپنی بیویوں کو ملازمت نہ کرنے دیں ' اب ایسا نہیں ہے۔

جن دفتروں اور اداروں میں عورتیں کام کر رہی ہیں ' وہاں ان کا ساتھ سب کو اچھا لگتا ہے۔ نہ میں ' نہ ان کے ماتحت ' نہ ان کے افسر ' نہ ان کے شوہر کوئی بھی نہیں چاہتا کہ وہ یہ ملازمت چھوڑ دیں۔ لیکن کیا ان کے بچے بھی یہی چاہتے ہیں؟ یہ وہ سوال ہے جس کا ہم سامنا نہیں کر سکتے ' اس لیے ہم یہ سوال پوچھتے ہی نہیں۔